دل کی بات

امریکی صدر کا دورۂ جنوبی ایشیاء ..... پس منظر پیش منظر

امریکی صدر کلنٹن ہندوستان اور پاکستان کا ~~امریکی صدر کا دورۂ جنوبی ایشیاء پس منظر پیش منظر~~ دورہ مکمل کر کے واپس چلے گئے۔ کئی مہینو سے تمام ذرائع ابلاغ پر اک شور بپا تھا اور اک غل مچا تھا۔ ان کے دورۂ جنوبی ایشیاء کو غیر معمولی اہمیت دی جارہی تھی۔ پہلے اطلاع ملی کہ وہ صرف بھارت کا دورہ کریں گے۔ پھر خبر آئی کہ واپسی پر چھے گھنٹے پاکستان میں بھی قیام ہوگا۔ چنانچہ مسٹر کلنٹن ۲۵ مارچ کو اسلام آباد پہنچے۔ وزیر خارجہ نے خوش آمدید کہا، ایوانِ صدر میں صدر مملکت محمد رفیق تارڑ اور چیف ایگزیکٹو سیکرٹریٹ میں جنرل مشرف نے استقبال کیا۔ آزادی کشمیر، سی ٹی بی ٹی، بحالیٔ جمہوریت، جہادی تنظیمیں، افغانستان، اسامہ بن لادن اور نواز شریف کی جان بخشی وغیرہ وغیرہ موضوعِ سخن بنے۔ اسی شام جنرل مشرف نے اپنی پریس کانفرنس میں جو گفتگو کی اور اس کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں ان سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جنرل صاحب ڈٹ گئے ہیں اور کلنٹن کو ٹکا سا جواب دیکر رخصت کر دیا ہے۔ اس کا اعتراف امریکی ترجمان جو لاک برٹ نے بھی کیا کہ ہم خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔ بعض حلقوں کا خیال تھا کہ روایتی ڈائیلاگ ہوں گے اور بات نشستن، گفتن، برخاستن تک ہی محدود رہے گی۔ بعض کا کہنا تھا کہ .... "پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا"۔ ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن جنرل مشرف نے جو تاثر دیا ہے وہ یکسر مختلف ہے۔

حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں اور ہمارے حکمران اپنے لئے کون سا راستہ متعین کرتے ہیں یہ تو مستقبل میں ہی ظاہر ہوگا لیکن قرائن و شواہد سے جو اندازہ ہم کر پائے ہیں وہ یہ ہے کہ اس وقت جنوبی ایشیاء میں چین، امریکہ کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ امریکہ سب کو لتاڑ چکا ہے مگر چین ابھی تک اس کے جال میں نہیں پھنسا۔ وہ جنوبی ایشیاء میں اپنے مذموم اور گھناؤنے کردار کے راستے میں چین کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔

امریکہ نے ماضی میں پاکستان کو روس کے خلاف استعمال کیا مگر ضیاء الحق مرحوم نے امریکہ کو بھی افغانستان میں پھنسا دیا۔ نتیجتاً انہیں پوری ٹیم کے ساتھ ہٹنی دیکر امریکہ نے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کی۔ ان سے پہلے بھٹو نے "وائٹ ایلیفینٹ" اور "سونگ پھلی فروش" کی پھبتی کس کر پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈال لیا۔ بہت پہلے انڈونیشیا کے ہیرو سوئیکار نو مرحوم نے جرأت کرتے ہوئے کہا تھا "امریکی کتو، ایشیاء سے نکل جاؤ" اسے لاکھوں انسانوں کی قربانی دینی پڑی، الجزائر میں احمد بن بیلا نے مزاحمت کی تو حواری بومدین کے عتاب کا شکار بنا دیا۔ شاہ فیصل مرحوم نے عزت سے جینا چاہا تو بھتیجے سے قتل کرا دیا۔ عراق نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہا تو میزائلوں کی بارش کر کے لاکھوں معصوم اور بے گناہ بچوں کو قتل کر دیا۔ افغانیوں نے اطاعت سے انکار کیا تو ان پر بموں اور میزائلوں کا مینہ برسا دیا۔ یہ ہے جنوبی ایشیاء میں قیام امن کے لئے امریکہ کا گھناؤنا کردار اور یہ ہے امریکی جمہوریت کا اور چہرہ۔ اس وقت امریکہ کے نزدیک اس کے "دیرینہ دوست" پاکستان کی وہ اہمیت نہیں جو "نئے دوست" بھارت کی ہے۔ کشمیر اور شمالی علاقہ جات امریکہ کی بُری نظروں میں ہیں۔ وہ یہاں بیٹھ کر چین سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے۔ اور کشمیر کو دوسرا اسرائیل بنانا چاہتا ہے۔ روس اگر افغانستان میں مداخلت کر کے وہاں کے مسلمانوں پر

ظلم نہ ڈھاتا اور اپنی ریاستوں کے مسلمانوں پر جبر نہ کرتا تو آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔ وہ اپنے توسیع پسندانہ رجحانات کی سزا پا رہا ہے اور امریکہ تنہا دندنا رہا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ امریکہ کو سب سے زیادہ ذلت و شکست افغانستان میں اٹھانا پڑی۔ طالبان نے اسلامی نظام نافذ کیا اور امریکہ سے اپنی معیشت مستحکم کرنے کے لئے بھیک مانگنے سے انکار کر دیا۔ امریکہ جہاد افغانستان کا نتیجہ روس کی تباہی اور افغانستان پر قبضہ و تسلط کی صورت میں حاصل کرنا چاہتا تھا مگر اس کی دوسری خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اب بھارت کو چین کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔ بھارت ہمیشہ روس کا حلیف رہا ہے اور پاکستان کے چین کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار اور مثالی تعلقات رہے ہیں۔ یہ قدرتی صورت حال ہے کہ پاکستان چین کے خلاف امریکہ کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اور اس کام کے لئے بھارت ہی اسے موزوں نظر آ رہا ہے۔ اس لئے حالیہ دورۂ بھارت میں مسٹر کلنٹن نے اپنی نوازشات کی بھرمار کر دی ہے۔ کئی معاہدے کئے۔ لالچ دیئے اور بھارت کو جنوبی ایشیاء میں چودھری بنانے کا سہانا سپنا بھی دکھایا۔ ہمارے نزدیک یہ فائنل راؤنڈ ہے اور باری امریکہ و بھارت دونوں کی آ گئی ہے۔ پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ جناب جنرل مشرف بظاہر نو آموز اور نو وارد حکمران ہیں مگر اپنے عزائم سے گھرے اور پختہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ درج بالا حقائق کی روشنی میں ایسے فیصلے کریں گے جن سے پاکستان کا نظریاتی تشخص، دفاعی صلاحیت اور ملکی سلامتی محفوظ ہو۔ انہیں افغانستان کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور طالبان سے تعلقات مزید مستحکم کرنے چاہئیں۔ کشمیر پر اپنے موقف میں کوئی لچک پیدا نہیں کرنی چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا فوری نفاذ کر کے قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کرنی چاہیے۔ بلاشبہ سابقہ حکمرانوں نے وطن عزیز کو داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اس لئے وہ ناقابل معافی ہیں۔ بددیانت اور ضمیر فروش سیاست دانوں کا فوری اور تیز رفتار احتساب کر کے انہیں عبرتناک سزا دینی چاہیے۔

۲۳ مارچ کو جناب مشرف نے جو پیکیج دیا ہے وہ بھی کوئی قابل قبول سسٹم نہیں۔ نظام کی تبدیلی کا یہ مطلب نہیں کہ برطانوی نظام کی کوئی بگڑی ہوئی شکل قوم پر مسلط کر دی جائے۔ انہوں نے ضلعی حکومتوں کا جو نظام رائج کرنے کا اعلان کیا ہے وہ ایوب خان کے بی ڈی سسٹم کا کوئی اعلیٰ ایڈیشن معلوم ہوتا ہے اور یہ ہمارے مسائل کا حل نہیں ہمارے مسائل کا اوّل و آخر حل اسلامی نظام کا فوری اور قوت کے ساتھ نفاذ ہے۔ جنرل مشرف اس وقت بلاشرکت غیرے طاقتور حکمران ہیں اور لوہا کاٹ کر اپنی طاقت کا لوہا منوا کر آئے ہیں۔ وہ یہ کارنامہ بخوبی اور آسانی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کے بارے میں وہ اپنے جس موقف کا پوری شرح و بسط کے ساتھ مسلسل اعادہ و اظہار کر رہے ہیں اس سے ان کے بارے میں ایک مثبت فضا بن رہی ہے۔ جنرل مشرف نفاذ اسلام کا فریضہ انجام دے دیں تو تمام دینی قوتیں ان کے ہم قدم اور ہمسفر ہوں گی۔ جمہوریت نے پاکستان کا بیڑہ غرق کیا ہے اس لیئے اس کی بحالی کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس سے مزید تباہی آئے گی۔ اور پاکستان موجودہ حالات میں اس کا قطعی متحمل نہیں۔ امید ہے کہ جنرل مشرف، جنرل ضیاء الحق کی طرح وقت ضائع نہیں کریں گے۔ لوہا گرم ہے ضرب لگائیں اور آگے بڑھیں۔

❖